سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ایمان اور عمل صالح کا تلازم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ وعدالله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدّ لنهم من بعد خوفهم امنایعبدوننی لایشرکون بی شیأ ومن کفربعد ذالک، فاولئک هم الفاسقون۔ (سورۃ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کردیا جمادیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بعثت کے وقت جزیرۃ العرب کے باسیوں کی جو دینی، اخلاقی اور معاشرتی کیفیت تھی اس کی ایک مختصری جھلک آپ حضرات کو گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں بیان کردیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ ذلت، پستی، کفر وشرک اور بداعمالیوں کے آخری حدود کو کراس کر چکے تھے۔ آفتاب نبوت ﷺ کے ورود اور ان کے اسلام کے آفاقی عقائد کو پیش کرنے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اس بدی سے بھرپور معاشرہ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اسلام کے پاکیزہ احکامات پر عمل پیرا ہونے سے ان کا ایسا تزکیۂ نفوس ہوا کہ معمولی سے فائدہ کے حصول کے لئے اپنے قریب سے قریب تر عزیز کو قتل کرنے والے لوگ اور صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنیوں میں پلنے والے لوگ اب دوسرے مسلمان کے راہ میں اپنا تمام اثاثہ و مال ومتاع نچھاور کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے میں مگن رہتے۔ دنیاوی مال و دولت کی ان کی نظروں میں حیثیت اور اہمیت ہی نہ رہی۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا واقعہ: ایک غزوہ کے موقع پر آنحضرتؐ نے صحابہ کرام سے چندہ دینے کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان اکٹھا کرکے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت عمرؓ نے گھر کا آدھا سامان پیش کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مجلس نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو حضور اقدس ﷺ نے پوچھا ابوبکر گھر میں اپنے بچوں اور اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ گھر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں ابوبکرؓ پر کبھی بھی سبقت نہیں لے سکوں گا حالانکہ اس بار حضرت عمرؓ کے دل میں خیال تھا کہ میں اس کار خیر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سبقت حاصل کروں گا۔ اسلام کی تعلیمات نے ان پر اتنا اثر کیا تھا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے علاوہ کفار کے ساتھ بھی مثالی سلوک کرتے تھے، حالانکہ وہ کفار ان کے ساتھ حالت حرب میں تھے، مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کے ساتھ

ساتھ وہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھے۔ لیکن جب کفار کسی لڑائی میں قید ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آجاتے تو مسلمانوں کا حسن سلوک ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا۔

غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک: اسلام کے پہلے معرکہ بدر میں جب 70 / افراد دشمنوں کے مسلمانوں کے قبضے میں آئے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک ایسا رہا جس کا اعتراف وہ قیدی خود کر چکے ہیں۔ مجمع الزوائد میں یہ واقعہ ذکر ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے عینی بھائی ابوعزیز بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں بھی جنگ بدر کے اسیران میں سے تھا، میں انصار کے جس گھر میں قید تھا ان گھر والوں کا یہ حال تھا کہ صبح و شام جو تھوڑی بہت روٹی پکتی تھی وہ مجھے کھلاتے تھے۔ اور خود کھجور پر گزارا کرتے تھے۔ میں شرما جاتا، اور اصرار کرتا کہ روٹی آپ کھائیں مگر وہ انکار کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو قیدیوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا ہے۔ اسلام کے ان نورانی تعلیمات سے منور حضرات کا اس طرح کرنے سے ایک ہی مطمح نظر تھا کہ فرمودات الٰہی کو زندگی کا لائحہ عمل بنا کر صرف وہی عمل کرنا ہے جس میں ربّ کائنات اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا اور خوشنودی ہو۔ لاکھوں روپے اللہ کی راہ میں غریبوں اور حاجت مندوں پر لٹانا ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔

انصار مدینہ کی بے مثال قربانی: مکہ مکرمہ میں جب صحابہ کرامؓ اور آنحضرت ﷺ کفار کے مظالم اور ان کے جبر و ستم سے نالاں ہوئے تو باذن خداوندی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جب آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام مدینہ منورہ پہنچے تو انصار مدینہ نے مہاجرین کی جو جان توڑ خدمت کر کے اپنی جان و مال محبت اور خلوص کے ساتھ ان مہاجرین پر نچھاور کی قیامت تک دنیا ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان کی ایثار اور قربانی کا یہ عالم تھا اگر کسی انصاری صحابی کی دو بیویاں تھیں تو اپنے مہاجر بھائی کو کہا کہ تم ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرو میں اس کو طلاق دے کر اپنے سے الگ کردوں گا عدت گزرنے پر تم اس سے نکاح کر لینا۔ اپنی جائیداد اور سرمایہ اس کے ساتھ تقسیم کرنے کی پیشکش کی مگر غیرت و حیا کے پیکر مہاجر صحابہ کرامؓ نے صرف ان سے بازار کا راستہ بتانے کو کہا اس بے مثال قربانی اور ایثار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان جاںنثار خدا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں مگن حضرات کی قرآن پاک میں قیامت تک تعریف اور توصیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والذین اٰمنوا وھاجروا وجٰھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حقاً لھم مغفرۃ ورزق کریم۔(سورۃ انفال)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو رہنے کیلئے جگہ دی اور انہوں نے انکی مدد کی یہی لوگ ایمان والے ہیں ان کیلئے بڑی مغفرت ہے اور باعزت روزی ہے۔

اور لسان رسالت مآب ﷺ سے ان کے حق میں ایسی دعا نکلی کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، صحیح مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰھم اغفر للانصار و ابناء الانصار و ابناء ابناء الانصار اہ

کہ اے اللہ تو انصار کی مغفرت فرما، ان کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ بظاہر تو یہ صرف تین پشتوں کے لئے ہے مگر اس میں یہ بعید نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹوں اور پوتوں سے قیامت تک ان کے آنے والے اولاد مراد لی ہو اور ان کے لئے یہ رحمت بھری دعا فرمائی ہو۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت کا مسلمان صرف نام کا مسلمان رہا ہے اس میں نہ ایثار کا جذبہ ہے اور نہ غریب پروری کا اور نہ اللہ کے نام پر دینے کا ہے، صرف دنیاوی متاع

کے جمع کرنے کی ہوس ہے۔.......... محترم حضرات! دنیا کے اس تمام سیم وزر، جائیداد، فیکٹریوں، کارخانوں، ہوائی اور بحری جہازوں، اقتدار اور عہدوں کو قرآن نے متاع فرمایا ہے۔ارشاد خداوندی ہے کہ: کل متاع الدنیا غرور والآخرة لمن اتقیٰ (الایة) آپ جانتے ہیں کہ متاع عربی لغت میں کسے کہتے ہیں۔عربی میں متاع، کپڑے وغیرہ کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جس سے برتن صاف کئے جاتے ہیں۔ایک مشہور لغوی امام تھے وہ فرماتے ہیں مجھے متاع کا معنی سمجھ میں نہیں آرہا تھا تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے میں شہر سے دیہات کی طرف گیا۔وہاں ایک بچی برتن دھو رہی تھی اتنے میں ایک کتا آیا اور برتن کی صفائی کا وہ کپڑا لے کر پہاڑی کی طرف بھاگا تو اس بچی نے اپنی والدہ کو آوازہ دے کر کہا یا اُمّاہ جاء الکلب واخذ المتاع و فرّالی الجبل ، اے میری ماں کتا آیا اور متاع لے کر پہاڑی کی طرف بھاگ گیا۔تو میں سمجھ گیا کہ متاع اتنی بے کار چیز کو کہا جاتا ہے تو میرے بھائیو دیکھو قرآن پاک نے دنیا کی جملہ ساز و سامان اور جاہ و حشمت کو متاع کہا اور آج کل کا انسان اس متاع کے پیچھے ایسے لگا ہوا ہے کہ اس کو نہ آخرت کی فکر ہے اور نہ خدا کا خوف۔

انسان کے خون کی اہمیت: وہ معاشرہ جس میں خون انسان کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی، معمولی معمولی بات پر مرد و زن کو قتل کرنا ان کا قابل فخر کارنامہ ہوتا۔اسلام کے زرین اصول و تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے بعد نہ صرف ان کی نظر میں مسلمانوں کی جان کی عظمت پیدا ہوئی بلکہ بلاوجہ کفار کا خون بہانے سے بھی احتراز کرتے، یہی اسلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کا پیغام ہی ابدی اور عالمگیر امن و سلامتی پر مشتمل تعلیمات ہیں۔

محسن انسانیت صلعم کا حالت جنگ میں انسانی خون کے بے جا ضائع کرنے سے بچنے کی تلقین واضح ثبوت ہے کہ اسلام اور رحمت عالمؐ کے نزدیک انسانی جان کی کتنی قدر و قیمت ہے۔ عن انس ان رسول اللہ ﷺ قال انطلقوا بسم اللہ وباللہ وعلی ملة رسول اللہ لاتقتلوا شیخا فانیاً ولا طفلاً صغیرا ولا امراة ولاتغلوا وضموا غنائمکم واصلحوا واحسنوا فان اللہ یحب المحسنین (ابوداؤد) ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جہاد کو روانہ ہوتے وقت حضور ﷺ نے (مجاہدین) کو یہ احکامات و ہدایات دیں کہ اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔اللہ کی امداد، تعاون اور رسول ﷺ کے دین پر (قائم رہ کر) یہاں سے روانہ ہو جاؤ (یاد رہے) کہ جہاد کے دوران شیخ فانی کو قتل نہ کرو، نابالغ بچے اور عورت کو بھی قتل نہ کرنا۔مال غنیمت میں خیانت بھی نہ کرو۔مال غنیمت کو جمع کرنا آپس میں صلح صفائی سے رہنا اللہ تعالیٰ نیکی اور پارسائی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ .... رسالت ماب صلعم کے اس واضح ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کوئی غیر مسلم مسلمان کو نقصان پہونچانے کے درپے نہ ہو بلاوجہ اس کے خون بہانے سے احتراز کیا جائے۔مسلمان آپس میں اس طرح شیر و شکر ہو کر حضورؐ کے اس ارشاد کا مصداق بن گئے کہ المسلم اخو المسلم فلا یخونه ولا یکذبه ولا یخذله ۔ ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس سے خیانت کر سکتا ہے نہ مسلمان مسلمان سے جھوٹ بول سکتا ہے۔نہ اسے ذلیل و خوار کرتا ہے۔'' الغرض اسلام کے آفاقی تعلیمات کی بدولت مسلمان ایک دوسرے سے ایسے مربوط و متصل ہوئے کہ پورا معاشرہ جسد واحد کی حیثیت سے اگر مغرب میں رہنے والے مسلمان کو مشرق میں رہنے والے مسلم کی مصیبت کا معلوم ہو جاتا تو جب تک مصیبت زدہ مسلمان کو راحت میسر نہ ہوتی بے چین رہتا۔

باری تعالیٰ ہم اور آپ سب کو اسلام کے نورانی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں۔